ڈاکٹر نذیر احمد۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

دیوانِ حافظ کا ایک قدیم مخطوطہ

حافظ شیرازی کے متعدد ایڈیشن نکلے اور دنیا کی متعدد زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے مگر اس کثرت کے باوجود اس کا دیوان الحاق سے پاک نہیں۔ چنانچہ فارسی کے شائقین اور حافظ کے دلدادگان نے ہمیشہ اس کے دیوان کے قدیم سے قدیم نسخوں کی تلاش جاری رکھی۔ اسی دوران عبدالرحیم خلخالی کو ایک ایسا نسخہ دستیاب ہوا جو حافظ کی وفات کے ۳۵، ۳۶ سال بعد لکھا گیا تھا۔ اس مختصر نسخے میں ۴۹۵ غزلیں، ایک مختصر مثنوی (ابیات: ۲۸) ایک مختصر ساقی نامہ (ابیات: ۵۶)۔ ۲۹ قطعات اور ۴۲ رُباعیاں شامل ہیں۔ میرزا محمد قزوینی نے اس نسخے کی دریافت کو فارسی زبان کا ایک اہم کارنامہ قرار دیا اور اس پر ایک نفیس تبصرہ شائع کیا۔[1] ۱۳۲۰ھ میں انھوں نے ڈاکٹر قاسم غنی کی شرکت میں "دیوان حافظ" کا ایک ناقدانہ ایڈیشن شائع کیا[2] جس کی بنیاد نسخۂ خلخالی پر تھی۔ قزوینی نے اس کے مقدمے میں خلخالی کے نسخے کے مطالب کے علاوہ سارے اور اشعار جو دوسرے نسخوں میں زیادہ ہیں الحاقی قرار دے دیا۔[3]

دیوان حافظ کے قدیم نسخوں کی تلاش میں قزوینی کو ایک ایسے نسخے کی اطلاع ملی جس کی کتابت خود حافظ کی حیات میں ہوئی تھی مگر وہ نسخہ ایران سے باہر چلا گیا اور باوجود تلاش کے اس کا سراغ نہ ملا۔[4]

---

[1] میرزا محمد ابن عبدالوہاب قزوینی: بیست مقالہ ۲: ۹۱ — ۱۰۱

[2] چاپخانۂ مجلس تہران سے شائع ہوا، اس کا عالمانہ مقدمہ قابلِ دید ہے۔

[3] مثلاً یہ جملہ دیکھیے: "ہرچہ در این نسخہ نیست باحتمال بسیار قوی بلکہ تقریباً بنحو قطع ویقین الحاقی و اشعار دیگران است" مقدمہ ص: (م)

[4] قزوینی: مقدمۂ دیوان حافظ ص دکسط

اتفاق سے جرمن مستشرق ہلمٹ رٹر کو ترکی کے کتاب خانے ایا صوفیہ میں دیوانِ حافظ کا ایک نسخہ (نمبر ۳۹۴۵) ملا جس کی کتابت ۸۱۳ اور ۸۱۷ھ کے درمیان ہوئی تھی[۱]۔ یہ نسخہ ان کے قول کے مطابق ۸۱۳ اور ۸۱۷ھ میں فارس میں اسکندر بن عمر شیخ[۲] حکمرانِ وقت کے حکم سے لکھا گیا[۳]۔ یہ نسخہ اس وقت تک کے دریافت شدہ نسخوں میں سب سے قدیم قرار پاتا ہے۔

دو سال بعد ترکی کے مشہور عالم پروفیسر احمد آتش نے "قونیہ کے بعض اہم مخطوطات" کے عنوان سے ایک مقالہ شائع کیا[۴] جس میں حافظ کے دیوان کے قدیم مخطوطے کا بھی ذکر بطور تمہید کے کیا مگر ان کے بیان کی رُو سے اس مخطوطے کی کتابت کی تاریخ ۸۱۳ اور ۸۱۲ھ تھی۔ اس مضمون میں کتب خانۂ متحف قونیہ کے ایک ایسے نسخے کا تعارف کرایا ہے جو ۸۱۹ھ میں لکھا گیا۔ یہ نسخہ "گلشن راز" اور ابنِ یمین کے مقطعات کے ساتھ ایک مجموعہ میں صفحات ۸۱ تا ۲۷۵ کے حاشیے پر نقل ہے اس کی ابتدا "الا یا ایہا الساقی" والی غزل سے ہوتی ہے اور خاتمہ قطعہ کی اس بیت پر ہوا ہے:

شاہِ غازی خسروِ گیتی ستاں　　آنکہ از شمشیر او خونی چکید

---

[۱] ISLAM ANSIKLOPEDISI-IV, P. 70 (استنبول ۱۹۴۳)

[۲] اسکندر بن عمر شیخ، تیمور کا پوتا تھا، وہ نہایت علم پرور حاکم تھا، فارسی کا مشہور شاعر ابو اسحاق اطعمہ اس سے وابستہ تھا۔ پہلے ہمدان کا حاکم تھا۔ پھر سنہ ۸۱۲ میں شیراز کا والی مقرر ہوا مگر قسمت میں یکسوئی نہ تھی، شاہ رُخ سے لڑائی ہوئی جس میں اس کو شکست ہوئی۔ اس نے ۸۱۸ میں وفات پائی۔ (براؤن: تاریخ ادبیات فارسی ۳: ۳۴۴-۳۴۵) مگر ڈاکٹر یار شاطر نے (شعر فارسی در عہدِ شاہ رُخ: ۳۷، ۴۲) میں بعض متضاد باتیں لکھی ہیں اور قتل کا سال سنہ ۸۲۹ درج کیا ہے جو غلط ہے۔ دیکھیے ص ۶۹ اور ۲۴۸۔

[۳] میں ڈاکٹر سید نعیم الدین صاحب (ناگپور یونیورسٹی) کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے ان مطالب سے روشناس کرایا۔

[۴] ڈاکٹر سید نعیم الدین نے جن کے توسط سے یہ مطالب حاصل ہوئے ہیں۔ یہ اطلاع دی ہے کہ آقای تحسین یازیجی اسسٹنٹ پروفیسر استنبول یونیورسٹی نے ان دونوں ترکی نسخوں کی مدد سے دیوانِ حافظ مرتب کیا ہے۔

یہ قطعہ نسخۂ خلخالی میں تیسرے نمبر پر ہے جس میں ۱۰ ابیات ہیں اور مندرجہ بالا بیت پانچویں نمبر پر ہے۔ طبع نول کشور میں اس بیت کا یہی نمبر ہے۔ اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ شاید قونیہ کا نسخہ ناقص الآخر ہو۔ راقم کے پیش نظر ایک قدیم مخطوطہ ہے جس کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔ اس میں اس قطعے میں صرف چار بیتیں ہیں۔ کیا عجب یہ آخری بیت ہو۔ قونیہ کا یہ مخطوطہ خلخالی کے نسخے سے ۸ سال قبل کا لکھا ہوا ہے اور اس لحاظ سے نہایت ہی اہم ہے۔

برٹش میوزیم کے ایک مجموعے میں جس کی تفصیل چارلس ریو نے فارسی مخطوطات کی فہرست میں دی ہے ، حافظ کی ۱۵۲ غزلیں دو جگہ نقل ہیں۔ (ص ۲۰۴ تا ۲۲۴) سکندر نامہ نظامی کے حاشیے میں ۷۵ غزلیں ، ان میں ایک غزل دوبارہ درج ہوگئی ہے اور پھر ص ۲۳۱-۲۳۲ پر دوسرے شاعروں کی غزلوں کے ساتھ ۹ غزلیں ہیں جن میں دو غزلیں دوبار درج ہوگئی ہیں۔ پورا مجموعہ جمادی الاولیٰ ۸۱۳ اور جمادی الثانی ۸۱۴ھ کے درمیان مرتب ہوا ہے۔ اس کے دو کاتب تھے ، ایک محمد الحلوائی ، جو سلطان جلال الدین اسکندر کا پروردہ تھا اور دوسرے کا نام ناصر الکاتب تھا۔ یہ مجموعہ جلال الدین اسکندر بن عمر شیخ ہی کے لیے تیار ہوا تھا۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ ایا صوفیہ کے کتاب خانے کا مخطوطہ بھی ۸۱۳ اور ۸۱۴ھ کے درمیان امیر تیمور کے پوتے جلال الدین اسکندر ہی کے لیے مرتب ہوا تھا۔ کیا عجب برٹش میوزیم کا یہ مخطوطہ اور ایا صوفیہ کا نسخہ ایک ہی ہوں۔ بہر حال اگر وہ ہیں تو اسکندر بن عمر شیخ کی حافظ سے غیر معمولی عقیدت کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بات بعید از قیاس بھی نہیں۔ اس لیے کہ فارس کے علم دوست حاکم کی ایسے بے بدل شاعر کے ساتھ غیر معمولی عقیدت جو چند ہی سال پہلے فوت ہوا ہو فطری ہوگی۔

برٹش میوزیم کے نسخے کی غزلیں ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری استاذ دانشگاہ تہران کے توسط سے ۱۳۳۷ شمسی میں طہران میں چھپ گئی ہیں۔ مرتب نے یہ بھی لکھا ہے[1] کہ حافظ کے دیوان کے چار ایسے نسخے دریافت ہوگئے ہیں جو نسخہ خلخالی سے قدیم ہیں مگر انھوں نے کسی کی تفصیل درج نہیں کی ہے۔

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ایک اہم قدیم نسخہ موجود ہے جس کی کتابت ۸۱۸ھ میں ہوئی

---

[1] غزلہای خواجہ حافظ - ص : یح ، تہران ، ۱۳۳۷ -

تھی۔ گویا باعتبار قدامت اب تک کے دریافت شدہ نسخوں میں یہ دوسرا یا تیسرا ہے۔ سب سے قدیم ایا صوفیہ اور برٹش میوزیم کے نسخے ہیں جو ۸۱۳ اور ۸۱۴ھ کے درمیان لکھے گئے، پھر آصفیہ کا ۸۱۸ کا لکھا ہوا نسخہ، پھر قونیہ کا نسخہ جس کی کتابت ۸۱۹ میں ہوئی۔ اس کے بعد نسخہ خلخالی مکتوبہ ۸۲۷ھ ہے۔ اس سے ایک اور قدیم نسخے کا ذکر ڈاکٹر زبیر صدیقی نے بھی کیا ہے۔

کتب خانۂ آصفیہ والا نسخہ ایک مجموعے میں شامل ہے جس میں تین کتابیں ہیں: (۱) کلیلہ و دمنہ (متن: ۱-۲۶۲) اس کے آخر میں یہ ترقیمہ ہے:

وفرغ من کتابته یوم الثلثاء ثانی عشر شهر ربیع الاول سنه ثمان عشر و ثمانمائة والحمد لولی الحمد۔

۲۔ منطق الطیر (حاشیہ: ۱-۲۷۲) خاتمے کی عبارت یہ ہے:

تم الکتاب بعون الله وحسن توفیقه والصلوٰة والسلام علی محمد واٰله و اصحابه۔

۳۔ دیوان حافظ (حاشیہ: ۲۷۳-۲۶۲) خاتمے کی تحریر یہ ہے:

"تمام شد دیوان مولانا شمس الدین محمد حافظ الشیرازی بحمد اللہ و حسن توفیقہ" متن اور حاشیے کی تحریر کا قلم ایک ہی ہے اور دونوں کا ساتھ ساتھ لکھا جانا تقریباً یقینی ہے۔ تحریر، سیاہی، بین السطور وغیرہ ساری چیزوں کا تقاضا ہے کہ اس مجموعے کے سارے مندرجات ایک ہی کاتب اور ایک ہی زمانے کے سمجھے جائیں[۱]۔ دیوانِ حافظ کے حاشیے پر نقل ہونے سے غلط فہمی نہ ہونی چاہیے اس لیے کہ قدیم دواوین میں بیشتر دواوین حاشیے ہی پر لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ صفحہ ۲۶۲ کے حاشیے پر حافظ کا دیوان ختم ہوا ہے اور متن میں "کلیلہ و دمنہ" ہے جس کے بعد خاتمے کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۸۱۸ھ درج ہے۔

کتب خانۂ آصفیہ کا یہ مجموعہ آخر آبان ۱۳۲۱ف میں کتب خانہ میں داخل ہوا تھا۔ اس پر بہت سی

---

[۱] حوض کی سطح ۶۰۲×۱۶۰۲ سنٹی میٹر، حاشیہ ۵۰۴ سنٹی میٹر چوڑا ہے، تین چار سطروں سے گھرا ہے۔ حاشیے کے باہر بھی دوہری سطریں ہیں، ہر غزل کے خاتمے پر "وله" بین السطور میں بڑے اہتمام سے لکھا ہوا ملتا ہے۔ حاشیے کے وسط میں پورے مجموعے میں ایک ہی قسم کا سنہرا پھول ہے۔ ساری سطریں، پھول اور عنوان طلائی ہیں۔

تحریریں تھیں جو مٹا دی گئی ہیں۔ دوسرے ورق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ شاہزادہ دانیال کی ملک میں تھا۔ پہلے ورق پر جو تحریریں باقی ہیں ان میں ۱۰۱۴، ۱۰۲۱، ۱۰۴۴ وغیرہ کے سنین پڑھے جا سکتے ہیں۔ اس مجموعے کا وہ حصہ جہاں سے دیوان حافظ شروع ہوتا ہے (ص ۲۷۳-۴۶۲) وہاں سے آخر تک حکومتِ حیدر آباد کی طرف سے ۱۹۴۶ء میں چھپ گیا ہے۔ "دیوان حافظ" تو حاشیے میں ہے اور متن میں "کلیلہ و دمنہ" کا آخری حصہ ہے۔ اس پر کسی قسم کی توضیحی عبارت نہیں جس سے اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ متن کا یہ حصہ "کلیلہ و دمنہ" ہے۔ مجموعے کا یہ حصہ جو عکسی طور پر چھپا ہے، غالباً شائع نہیں ہوا۔ سرورق پر اس نسخے کی کتابت کا سنہ ۸۱۸ھ کے بجائے ۹۱۸ھ درج ہو گیا ہے۔

دیوانِ حافظ کا نسخۂ آصفیہ حسب ذیل اجزا پر مشتمل ہے:

۱۔ غزلیات، (حاشیہ: ۲۸۳ - ۴۵۵) ہر صفحے پر عموماً ۱۵ ابیات ہیں۔ چند صفحوں پر ۱۶ بھی ہیں۔ پہلا صفحہ ۱۴ اور آخری ۱۱ بیت پر مشتمل ہے۔

۲۔ المقطعات مع رباعیات، قطعوں کی تعداد ۱۲ اور رباعیوں کی ۲۰ ہے۔ ان اجزا کی مزید تفصیل درج ذیل ہے:

غزلیات

ردیف ا (حاشیہ: ۲۸۳)، ۱۰ غزلیں، خلخالی کے نسخے میں دو غزلیں نمبر ۴ اور ۱۲ زیادہ ہیں۔ ترتیب دونوں کی الگ الگ ہے۔

ردیف ب (حاشیہ: ۲۷۸)، ایک غزل، خلخالی کے نسخے میں غزل نمبر ۳ زیادہ ہے[1]۔

---

[1] ایک قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ ردیف "ب" کی یہ غزل:

زباغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب　　زتاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب

نسخۂ خلخالی میں شامل نہ ہونے کی بنا پر قزوینی کے نزدیک الحاقی ہے۔ اتفاق یہ کہ یہ غزل آصفیہ کے بھی نسخے میں شامل نہیں لیکن حافظ کے اہم معاصر جنھوں نے اس شاعر کے متعلق بڑی دلچسپ معلومات اپنے ملفوظات اور مکتوبات میں فراہم کی ہیں، اس غزل کو ملفوظات میں حافظ کے نام درج کر کے اس کی صحت پر مہر صداقت ثبت کر دی ہے۔ یہ غزل نول کشور

ردیف: ت (حاشیہ: ۲۷۸) ۶۸ غزلیں نسخۂ خلخالی کی ۱۳ غزلیں نمبر ۲۸، ۲۹، ۳۳، ۳۴، ۴۱، ۴۳، ۵۴، ۶۰، ۶۳، ۷۹، ۸۵ اور ۹۱ اس میں نہیں ہیں۔

ردیف: ث، ج، ح میں کوئی غزل نہیں۔ خلخالی میں ہر ایک ردیف میں ایک ایک غزل ہے۔

ردیف: خ (۳۱۵) ایک غزل ہے، وہی خلخالی میں بھی ہے۔

ردیف: د (حاشیہ ۳۱۵) ۱۰۱ غزلیں، خلخالی میں ۴۸ غزلیں زیادہ ہیں۔ ان کے نمبر یہ ہیں:

۱۰۰، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۶، ۱۱۳، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۵۱، ۱۵۶، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۲۰، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۴۰، ۲۴۳، لیکن اس نسخے کی ایک سو ایک غزلوں میں ۴ خلخالی میں موجود نہیں ہیں۔ ان میں تین، طبع نول کشور میں موجود ہیں لیکن یہ غزل اس میں نہیں ملی:

زدل بر آمدم و کار بر نمی آید　　　زخود بدر شدم و یار در نمی آید

تین غزلیں جو طبع نول کشور میں ہیں وہ یہ ہیں:

دادگرا ترا فلک جرعہ کش پیالہ باد　　　دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چوں لالہ باد

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسی می آید　　　کہ ز انفاس خوشش بوی کسی می آید

مرا می دگر بارہ از دست برد　　　بمن باز آورد می دست برد

قزوینی نے ان چاروں غزلوں کو الحاقی قرار دے کر اپنے مرتب کیے ہوئے نسخے سے انھیں خارج کر دیا ہے۔ حالانکہ خلخالی نے "غزلیات منسوب" کے ضمن میں پہلی اور تیسری غزل کو نقل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ قزوینی کا یہ فیصلہ قطعی بے بنیاد ہے۔ یہ حافظ ہی کی غزلیں ہیں۔ لطف یہ ہے کہ برٹش میوزیم کے نسخے میں بھی غزل نمبر ۳ موجود ہے۔ غرض خلخالی کے مخطوطے کی قدامت کی بنا پر یہ غزلیں الحاقی قرار دی گئی تھیں تو اس سے قدیم نسخے میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کی صحت متیقن ہو گئی۔

ردیف: ر (حاشیہ: ۳۶۵) دس غزلیں، نسخۂ خلخالی میں تین غزلیں نمبر ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۶،

زیادہ ہیں۔ مگر اس نسخے کی حسب ذیل غزل جو طبع نول کشور ص ۲۸۶ پر موجود ہے، خلخالی کے نسخے سے خارج ہے[1] اور بطور قزوینی الحاقی ہے:

ساقیا مایۂ شراب بیار　　　　یک دو ساغر شراب ناب بیار

ردیف: ز (حاشیہ: ۳۷۱) میں چھ غزلیں، نسخۂ خلخالی میں چار غزلیں نمبر ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۴ اور ۲۶۶ زیادہ ہیں اور اس نسخے کی حسب ذیل غزل جو طبع نول کشور کے نسخے میں ص ۱۹۴ پر موجود ہے۔ نسخۂ خلخالی سے خارج اور قزوینی کے نزدیک الحاقی ہے:

صبا بمقدم گل راح روح بخشد باز　　　　کجاست بلبل خوشگوی گو برآر آواز

ردیف: س (ح، ۳۷۴) میں ۴ غزلیں، نسخۂ خلخالی کی نمبر ۲۶۹، ۲۸۱ اس میں نہیں ہیں۔ لیکن حسب ذیل غزل جو طبع نول کشور میں ص ۲۰۱ پر منقول ہے، خلخالی سے خارج اور قزوینی کے فیصلے کے مطابق الحاقی ہے۔ لطف یہ ہے کہ طبع خانلری میں جس کی بنیاد سنہ ۸۱۳، ۸۱۴ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے یہ غزل صفحہ ۱۲۳ پر موجود ہے، مگر مرتب نے نہ اس غزل کے اور نہ ردیف "د" کی ایک اور زائد غزل کے ضمن میں کوئی توضیحی نوٹ لکھا ہے:

جاناں ترا کہ گفت کہ احوال ما مپرس　　　　بیگانہ گرد و قصۂ ہیچ آشنا مپرس

ردیف: ش (ح: ۳۷۶) میں ۱۲ غزلیں، نسخۂ خلخالی کی ۸ غزلیں اس میں شامل نہیں، جن کے نمبر یہ ہیں: ۲۷۲، ۲۷۴ — ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۹۱ —

ردیف: ع (ح: ۳۸۱) دو غزلیں، خلخالی کی غزل نمبر ۲۹۲ موجود نہیں۔

ردیف: غ۔ کوئی غزل نہیں، خلخالی میں ایک غزل ہے۔

ردیف: ف (ح: ۳۸۲) ایک غزل، وہی خلخالی میں بھی ہے۔

ردیف: ق (ح: ۳۸۳) دو غزلیں، وہی خلخالی میں بھی ہیں۔

ردیف: ک (ح: ۳۸۴) تین غزلیں، وہی خلخالی میں بھی ہیں۔

ردیف: ل (ح: ۳۸۶) تین غزلیں، خلخالی میں ۴ غزلیں زائد ہیں۔ جن کے نمبر یہ ہیں:

---

[1] یہ تینوں غزلیں "منسوب غزلوں" میں شامل ہیں، دیکھو نمبر ۲۵، ۴۹ اور ۵۰ بالترتیب۔

۳۰۲، ۳۰۶ - ۳۰۸ -

ردیف: م (ح: ۳۸۷) ۴۸ غزلیں، خلخالی میں ۲۵ غزلیں زیادہ ہیں - ان کے نمبر یہ ہیں:
۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۲۲، ۳۲۵ — ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۷ — ۳۵۰، ۳۶۰، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۱ -

ردیف: ن (ح: ۴۱۱)، ۱۵ غزلیں، خلخالی میں ۸ غزلیں زیادہ ہیں - ان کے نمبر یہ ہیں:
۳۸۳، ۳۸۴، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۳، ۴۰۵ -

ردیف: و (ح: ۴۱۹) ۱۰ غزلیں، خلخالی میں ایک غزل نمبر ۴۱۳ زیادہ ہے -

ردیف: ہ (ح: ۴۲۴) ۱۰ غزلیں، خلخالی کی تین غزلیں نمبر ۴۱۸، ۴۲۳ اور ۴۲۸، موجود نہیں ہیں -

ردیف: ی (ح: ۴۲۴) ۵۰ غزلیں، خلخالی میں ۱۹ غزلیں زیادہ ہیں - جن کے نمبر یہ ہیں:
۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۷، ۴۴۰، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۵۲، ۴۵۵، ۴۵۷، ۴۶۱، ۴۶۶، ۴۷۲، ۴۷۵، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۶ - لیکن زیر نظر نسخے کی حسب ذیل دو غزلیں نسخۂ خلخالی[1] میں سے خارج اور بقول قزوینی الحاقی ہیں - یہ دونوں طبعِ نول کشور میں موجود ہیں گو ایک، ترکیب بند کے ذیل میں نقل ہوئی ہے:

ای ز شرم عارضت گل غرق خوی — درعرق پیش حقیقت جام می
ساقی اگرت ہوای ما ہی — جز بادہ میار پیشِ ما شی

المقطعات

نسخۂ آصفیہ میں ۱۲ قطعے ہیں اور نسخۂ خلخالی میں ۲۹، نسخۂ اول کے حسبِ ذیل ۵ قطعے نسخۂ دوم میں شامل نہیں ہیں:

کہ بحکمت قطرہ را گردانہ لؤلؤ در صدف — کہ بقدرت خارا را لعلِ بدخشان ساختہ ۲ بیت

---

[1] غزلیات منسوب میں نمبر ۷۷، ۸۲، مگر دوسری غزل کا پہلا مصرع اس طرح ہے:

ساقی اگرت ہوا ست با ما

ای جہان دہرچہ ہست از آفرینش درجہان گروہ در فطرت طفیلت خالقِ کون و مکان ۲ بیت

دل منہ اے مرد بخرد بر سخائے عمرو و زید کس نمیداند کہ کارش از کجا خواہد کشاد ۴ بیت

حُسن این نظم از بیان مستغنی ست بر فروغ خود کسی گوید دلیل

دریغا خلعت حُسن و جوانی گرش بودی طرازِ جلوہ دانی ۴ بیت

رُباعیات

زیرنظر نسخے میں ۲۰ رباعیاں ہیں جن میں حسب ذیل تین نسخۂ خلخالی میں شامل نہیں ہیں[۵۲]

نام بُتِ من کہ مہ زرویش خجل است دو حرف زنظم حافظ مرتحل است

چو جامہ زتن برکشد آن مشکین خال ماہی کہ نظیر خود ندارد بجمال

شیرین دہنان عہد بہ پایان نہ برند صاحب نظران بہ عاشقی جان نہ برند

تفصیلاتِ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ آصفیہ کا یہ نسخہ "دیوانِ حافظ" کا انتخاب ہے۔ کیونکہ دیوان کے کسی نسخے میں اتنے کم اشعار نہیں ملتے۔ قزوینی نے جن تین قدیم نسخوں کا ذکر کیا ہے ان میں خلخالی کے نسخے میں ۴۹۵ غزلیں، آقای سرآت کے نسخے میں ۴۸۵ اور آقای نخجوانی کے یہاں ۴۹۳ غزلیں ہیں۔ یہ نہایت قابلِ قدر نسخے ہیں۔ اس لیے جس نسخے میں صرف ۳۵۷ غزلیں ہوں وہ یقیناً منتخب ہی دیوان ہوگا۔ یہی حال قطعات اور رُباعیات کا بھی ہے۔

اس سلسلے میں ایک قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جس طرح آصفیہ کے نسخے کے علاوہ جو مطالب ہیں ان کے الحاقی قرار دیئے جانے کا فیصلہ غلط ہوگا۔ بالکل اسی طرح نسخۂ خلخالی کے علاوہ جو غزلیں، قطعے، قصیدے اور رباعیاں ہیں اور جن کے الحاقی ہونے کا فیصلہ علامۂ قزوینی کر چکے ہیں وہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ علامۂ مذکور کے الفاظ یہ ہیں:

"چون نسخۂ (خلخالی) کہ در سنہ ۸۲۷ کتابت شدہ بجالتہ تا نسخۂ قدیم تری از آن بدست نیامدہ آن را باید قدیم ترین نسخ موجودۂ تاریخ دار دیوان حافظ در دنیا محسوب داشت، لہٰذا من خود را ملتزم و مقید کردم کہ در خصوص کیت اشعار

[۵۲] منسوب رباعیوں میں بھی شامل نہیں، پہلی رباعی "دیوان حافظ" طبع نولکشور میں نہیں ہے۔ البتہ باقی دو رباعیاں موجود ہیں: (دیوان: ۴۲۹، ۴۲۳)

یعنی از لحاظ عدّۂ غزلیات و عدّۂ ابیات ہر غزلی از ابتدا تا انتہای کتاب فقط و منحصراً ہمان نسخہ را اساس کار خود قرار دہم و ہرچہ در آن نسخہ موجود است از غزلیات و مقطعات و مثنویات و رباعیات تماماً بدون ہیچ زیادہ و نقصان آنہا را چاپ کنم و ہرچہ در آن نسخہ موجود نیست خواہ غزلیات مستقل و خواہ ابیات متفرقہ۔ بعضی غزلہا یا غیر ذلک آنہا را مطلقاً کالعدم انگاشتہ بکلی از ان صرفِ نظر نمایم۔ زیرا کہ چون این نسخہ (خلخالی) نسخہ کامل تمامی ست از دیوان خواجہ و خلاصہ و انتخابی از آن نیست، پس ہرچہ درین نسخہ نیست باحتمال بسیار قوی بلکہ تقریباً بنحو قطع و یقین الحاقی و اشعار دیگرانست کہ بعد ہا در دیوان خواجہ داخل کردہ اند۔"

اس نتیجے کے غلط ہونے کا بین ثبوت یہ ہے کہ نسخۂ آصفیہ جو نسخۂ خلخالی سے ۹ سال قبل کا ہے اس میں ۹ غزلیں، ۵ قطعے اور تین رباعیاں زیادہ ہیں۔ ان زائد حصوں میں سے دو غزلیں خانلری کی ۵۲ اغزلوں میں بھی موجود ہیں، ایک اور غزل ردیف "ب"[له] کی سید اشرف سمنانی کے ملفوظات میں منقول ہے، اس بنا پر ان زائد مطالب کی صحت و صداقت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں گویا یہ حافظ کے دیوان کے حصے تھے۔ جو نسخۂ خلخالی میں شامل نہیں ہو سکے۔

دوسری بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ جب اس منتخب دیوان کے اتنے حصے نسخۂ خلخالی میں شامل نہیں تو اس آخر الذکر نسخے کی کمی صرف اتنی ہی نہ سمجھنا چاہیے۔ مختصر یہ کہ یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ نسخۂ خلخالی کے علاوہ جو مطالب ہیں ان میں کچھ حصہ ایسا ہے جو یقیناً قابلِ اعتماد ہے اور جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

[له] اس غزل کا مطلع جو نسخۂ آصفیہ میں بھی نہیں ہے، یہ ہے:

زباغِ وصل تو یابد ریاضِ رضوان آب — ز تابِ ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب